بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

ٹیلیفون نمبر ۳۲

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

روزنامہ

الفضل

یوم جمعہ

قادیان

قیمت سالانہ اٹھارہ روپے

ماہوار ڈیڑھ روپیہ

جلد ۳۵ | ۹ ماہ ہجرت ۱۳۲۶ ش | ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ | ۹ مئی ۱۹۴۷ء | نمبر ۱۱۰

مدینۃ المسیح

قادیان ۸ ماہ ہجرت ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۶½ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت گلے کی خرابی اور ضعف کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت پیر منظور محمد صاحب تاحال بدستور علیل ہیں۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں ؀

تنکا ——— اور ——— شہتیر

اخبار ریاست میں ایک شذرہ بزیر عنوان "مغربی پنجاب کے پیروں کی خبر انگیزیاں" شائع ہوا ہے۔ اس میں مدیر صاحب نے ایک سرکلر لیٹر پر توجہ دلائی ہے۔ جس کا فوٹو انگریزی اخبار لبریٹر میں شائع ہونا ظاہر کیا گیا ہے مدیر ریاست اس پر بہت چیں بجبیں ہوئے ہیں۔ اور گورنمنٹ کو توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس خط کی موجودگی میں بھی ایسے لوگوں کو جیلوں میں نہ بھیجنا۔ اور پبلک کو فتنہ وفساد کا شکار ہونے دینا کیا گورنمنٹ کے مفلوج اور بے حس ہونے کا ثبوت نہیں۔ اور کیا گورنمنٹ اس وقت ہی حرکت میں آئے گی۔ جبکہ ایسی شر انگیزیوں کا نتیجہ قتل عام کی صورت میں ظاہر ہو۔"

ہم کو ایڈیٹر ریاست سے اس بات میں اتفاق ہے۔ کہ گورنمنٹ کو جہاں سے فتنہ وفساد کی بو آئے۔ فوراً اس کا انسداد پہلے ہی کر دینا چاہیئے۔ تاکہ ملک ان بد نتائج سے بچ جائے۔ جو بدامنی کی صورت میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

یہ سرکلر لیٹر راولپنڈی کی ایک درگاہ کے سجادہ نشین صاحب کی طرف سے ہے۔ جو انہوں نے اپنے مریدوں کو حسب معمول عرس پر آنے کے لئے جاری کیا ہے۔ اس میں جو الفاظ شائد قابل اعتراض ہو سکتے ہیں۔ حسب ذیل ہیں۔

"انشاء اللہ تعالےٰ۔ ملکی وسیاسی حالات میں جو انقلاب عظیم آ رہا ہے۔ وہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔ یہ ہندوستان کے مسلمانوں کی آخری کشمکش ہے۔ کہ یا مجاہدانہ سرفروشی سے ایک بلند ترین منصب پر فائز ہو جائے یا ابدی غلامی قبول کر لے حکومت الہٰیہ کے قیام کا یہی موزون وقت ہے۔ اور پاکستان حاصل کرنے کا نادر موقعہ . . . . . .

ھدایات:۔ رضاکاروں کو تجویز شدہ وردی میں ملبوس ہو کر آنا چاہیئے۔ تلوار یا لاٹھی ساتھ لے کر"۔ . . . . . .

جہاں تک ہمارا خیال ہے ایڈیٹر صاحب ریاست نے ان الفاظ سے یہ مطلب نکالا ہے۔ کہ سجادہ نشین اپنے مریدوں کو یہ ہدایات اس لئے دے رہے ہیں۔ کہ دنگہ فساد اور ہلڑ مچایا جائے۔ واقعی اگر پیر صاحب کی نیت یہی تھی۔ تو سخت قابل مذمت ہے۔ لیکن صرف ان الفاظ سے اگر وہ نتیجہ برآمد کیا جائے۔ جو لبریٹر یا ایڈیٹر صاحب ریاست نکالنا چاہتے ہیں۔ تو ہماری ناقص رائے میں یہ ان کی زبردستی ہے۔ سرکلر لیٹر میں کوئی بھی ایسا لفظ نہیں ہے۔ جس سے یہ ثابت ہو۔ کہ پیر صاحب کی نیت اپنے مریدوں کو اکٹھا کر کے لوٹ مار کرنا ہے آپ ان کو حسب معمول عرس پر دعوت دے رہے ہیں۔ اور موجودہ ملکی فضا کے لحاظ سے ان کو بیدار ہونے کی تلقین فرما رہے ہیں۔ ان کے خیال میں پاکستان کا قیام مسلمانوں کے سیاسی مفاد کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اور اسی کا نام دوسرے الفاظ میں وہ حکومت الہٰیہ رکھتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے۔ کہ "پاکستان" کا لفظ ہندوؤں اور آجکل سکھوں کے لئے بھی ناقابل برداشت ہے۔ اور خصوصاً ایڈیٹر صاحب ریاست کو تو اس سے فطری چڑ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ان لوگوں کے لئے جو قیام پاکستان کو اپنا نصب العین اور اپنا جائز مطالبہ سمجھتے ہیں۔ اس کے حصول کے لئے کشمکش کرنا ناجائز ہے۔ اور کشمکش کو "لوٹ مار" سمجھنا کہاں کی دیانت ہے۔ اور کیا ان الفاظ میں اپنے خطرناک معنی کی جھلک دیکھنا احساس کمتری کا ثبوت نہیں۔ اور اس جھوٹے "واویلا" کا پتہ نہیں دیتا۔ جو کانگریسی ذہنیت کا وطیرہ ہے۔ اور جو در اصل ہندوستان کی بدقسمتی کا سب سے بڑا باعث ہے۔ پیر صاحب کی آنکھ میں اس تنکے کو دیکھ کر مدیر ریاست بلبلا اٹھے ہیں۔ مگر کیا آپ نے اپنی آنکھ کا وہ شہتیر کبھی محسوس کیا ہے۔ جو ہندو اور سکھ لیڈروں اور اخبارات کے شر انگیز پروپیگنڈا کی صورت میں وہاں موجود ہو گیا ہے۔ ریاست کے اس پرچے میں آپ ہی نے تنگ انسانیت مظالم" کے ماتحت مسٹر پربودھ چندر ایم ۔ ایل ۔ اے سیکرٹری صیغہ شکایات پنجاب ریلیف کمیٹی لاہور کی کتاب تصاویر پر جو انہوں نے آرٹ پیپر پر دہلی میں چھپوائی ہے کتنا اظہار خوشنودی فرمایا ہے۔ کیا آپ نے اس بات پر کبھی غور کیا ہے۔ کہ یہ لوگ بات کا بتنگڑ بنانے میں ید طولےٰ رکھتے ہیں۔ اور آج کل کی فوٹو گرافی کے سامنے ایسے "ٹرک" کا بنانا ایک معمولی چیز ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ آپ لکھتے ہیں:۔

"ایک مشہور جج کا قول ہے کہ فوٹو ایک ایسی دستاویز ہے۔ جس کے لئے مزید گواہی یا شہادت کی ضرورت نہیں"۔

یہ کسی ایسے دقیانوسی جج ہی کی رائے ہو سکتی ہے۔ جس نے نہ تو کبھی سینما دیکھا ہے۔ اور نہ برادران وطن کی ذہنیت کا صحیح اندازہ کیا ہے۔ برادران وطن کے اس کامیاب فریب کی وجہ سے ہی آپ ابھی تک یہ نہیں سمجھ سکے۔ کہ مسٹر جناح کیوں "پاکستان" پر مصر ہے۔ اس کی فاراندیش نگاہوں نے دور آخری بھانپ لئے وہ

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔

وہ نظارے دیکھے ہیں۔ جو آپ اپنی آنکھ میں شہتیر ہونے کی وجہ سے ابھی تک نہیں دیکھ سکے۔ کیا اس خاص ذہنیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ممکن نہیں کہ یہ سرکلر لیٹر ہی سراسر جعلی ہو۔ آپ کو پیر صاحب کی آنکھ کا تنکا تو اس سرکلر میں نظر آگیا۔ مگر روزانہ اجیت لاہور کے پرچہ ۲ مئی ۱۹۴۷ء صفحہ ۳ پر جو "قوم کے پروانوں کا گورو کی نگری میں اجتماع" کے حالات شائع ہوئے ہیں۔ آپ کو اس کا شہتیر اپنی آنکھ میں تو اب تک نظر نہیں آیا۔ اس کو پڑھ کر ذرا بتایئے تو سہی۔ اس پیر صاحب کے سرکلر کی اس کے سامنے کیا ہستی ہے۔ ذرا مندرجہ ذیل الفاظ پر غور فرمایئے:۔

"اس کے بعد جتھے دار صاحب نے بابا دیپ سنگھ کے کھنڈے سے ہر سنت سپاہی کو آشیرواد دی۔ اور کہا۔ کہ غیرت مند باپ کے بہادر بیٹو۔ جاؤ۔ گورو تمہارے انگ سنگ دسالتھ ہے۔ ہر میدان فتح ہوگی۔ اس کھنڈے میں جو خوبی اور جوہر ہے۔ وہ تمہارے بدن میں داخل کرتا ہوں۔ واہگورو تمہیں جرأت دے اور جنل بابا دیپ سنگھ آخری دم تک پرن بنھانے کی شکتی عطا کرے"۔

ہم نے یہ اقتباس نمونہ از خروارے کے طور پر دیا ہے۔ ورنہ اس روئیداد کا لفظ لفظ آگ اور بارود کا بنا ہوا ہے۔ اور اس مجلس میں جس میں یہ سب اشتعال انگیزی کی گئی۔ ماسٹر تارا سنگھ جتھیدار۔ اودھم سنگھ ایم۔ ایل۔ اے۔ گیانی کرتار سنگھ ایم۔ ایل۔ اے۔ سردار بھاگ سنگھ گوردا سپوری۔ سردار ایشر سنگھ مجھیل ایم۔ ایل۔ اے۔ کرنل رگھبیر سنگھ۔ سردار مان سنگھ شیخوپورہ ایم۔ ایل۔ اے۔ سردار وریام سنگھ بھاگووالیہ ایم۔ ایل۔ اے۔ جتھیدار تیجا سنگھ عقر پوری قابل ذکر نام ہیں۔ ان عظیم الشان نیک دل۔ امن پسند لیڈروں کے مقابلہ میں بیچارا راولپنڈی کا پیر جس کی گذر نذرو نیاز پر ہے۔ کیا ہستی رکھتا ہے۔

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی مجلس علم و عرفان

نیکی اور بدی کے ادوار

(مرتبہ منیر احمد صاحب وینس)

قادیان ۷ ماہ ہجرت۔ آج بعد نماز مغرب تا عشاء حضور نے مجلس میں رونق افروز ہو کر جو ملفوظات فرمائے۔ ان کا ملخص اپنے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے:۔

فرمایا:۔ انسانی قلب کی حالت اور انسانی مقدرتیں ہمیشہ بدلتی رہتی ہیں۔ ایک وقت انسان پر ایسا آتا ہے۔ کہ اس کے اندر قبض کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایک وقت ایسا آتا ہے۔ کہ اس پر بسط کی حالت ہوتی ہے۔ اور یہ قبض اور بسط کے دور بدلتے رہتے ہیں۔ اور بعض اوقات یہ دور الٰہی حکمت اور تدبیر کے ماتحت بدلتے ہیں۔ اور بعض اوقات انسان خود اپنے اوپر اوپر وارد کر لیتا ہے۔ اور یہ اس کے اپنے پیدا کئے ہوئے ماحول کے مطابق ہوتے ہیں خدا تعالیٰ نے انسان کے دماغ کو حساس بنایا ہے۔ اور وہ خوف اور محبت کے جذبات کو اپنے اوپر اس طرح طاری کر لیتا ہے۔ کہ اس کے ذرہ ذرہ میں بجلی کی سی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اور ان جذبات کی اتنی شدت ہوتی ہے۔ کہ بعض اوقات تو غم کو برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے اور بعض اوقات انتہائی خوشی کی وجہ سے مر جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایسا بنا دیا ہے۔ کہ اس پر کوئی حالت بھی دائمی نہیں رہ سکتی۔ کبھی تو وہ غم کے دور میں سے گزر رہا ہوتا ہے۔ اور کبھی خوشی و محبت کے دور میں سے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک صحابی نے آکر عرض کی۔ یا رسول اللہ میں جب آپ کی مجلس میں ہوتا ہوں۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ جنت اور دوزخ میرے سامنے ہیں۔ اور تمام حجابات اور پردے اٹھ گئے ہیں۔ لیکن جب میں آپ کی مجلس سے چلا جاتا ہوں۔ تو یہ حالت نہیں رہتی۔ یا رسول اللہ میں منافق ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر تم ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہو۔ تو تم مر جاؤ۔

پس اللہ تعالیٰ نے انسانی قلب کو اس طرح بنا دیا ہے۔ کہ اسے ہمیشہ ایک حالت پر قرار نہیں رہتا۔ بعض دفعہ وہ نیکی کے ایسے بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اور نیک خیالات میں اس طرح مگن رہتا ہے۔ کہ یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حالت اب دائمی رہے گی۔ اور برائی کا تصور بھی اس کے قریب نہ پھٹکے گا۔ اسی طرح ایک بد آدمی اپنی بدعنوانیوں میں اس حد تک تجاوز کر جاتا ہے۔ اور اس طرح ان میں منہمک ہو جاتا ہے۔ کہ خیال گذرتا ہے۔ کہ اب اس کی یہ حالت نہ بدلے گی۔ مگر جب رات پڑتی ہے۔ اور دونوں نیند کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔ تو دونوں کے خیالات ان سے رخصت ہو چکے ہوتے ہیں۔ نیک انسان کے نیک تصورات اسے خیر باد کہہ چکے ہوتے ہیں۔ اور بد انسان کے بدی کے خیالات مفقود ہو چکے ہوتے ہیں۔ اور صبح کو جب وہ دونوں بیدار ہوتے ہیں۔ تو ان کے خیالات کی رو بدل چکی ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ بد انسان بدی کی بجائے نیکی کے متعلق سوچنے لگ جائے۔ اور اسی طرح نیک انسان جو ہر وقت نیکی کے خیالات میں سرشار تھا۔ اور دین کے غم میں گھلا جا رہا تھا۔ نیند کی وجہ سے اس کے غم میں تغیر پیدا ہو گیا۔ اور اس کے جسم کو جو ممکن تھا کہ شدت غم کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا۔ راحت آجاتی ہے۔ دوسرے روز وہ نئے جوش سے کام شروع کر دیتا ہے۔

انسان کی ان حالتوں کا نام طبعی ہے۔ اور یہ الٰہی حکمت اور تدبیر کے ماتحت آتی ہیں۔ مگر ایک قسم کی حالتیں تدبیر الٰہی کے علاوہ ہوتی ہیں۔ اور وہ انسان اپنے ماحول سے خود اپنے لئے پیدا کرتا ہے۔ مثلاً ایک انسان ایک وقت میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو ہوتا ہے۔ اور دنیا و مافیہا کو فراموش کر کے کمال یکسوئی سے اس طرف منہمک ہوتا ہے۔ لیکن دوسرے وقت جب وہ بازار جاتا ہے۔ یا اپنے کاروبار میں مصروف ہوتا ہے۔ تو ان خیالات کو کلیۃً ترک کر کے دنیاوی معاملات میں تمام تر توجہات کو مبذول کر لیتا ہے۔

الغرض حالات کے مطابق اس کے خیالات میں تغیر پیدا ہوتا رہتا ہے۔ اور یہ تغیر غیر طبعی اور انسان کا اپنا پیدا کردہ ہوتا ہے۔ کسی وقت نیکی کا خیال اس کی طبیعت پر غالب آیا ہوتا ہے۔ اور کبھی بدی کا خیال غالب آجاتا ہے۔ الغرض اس قسم کے دور انسان پر آتے رہتے ہیں۔

مومن کا کام ہے۔ کہ جب اس پر نیکی کا دور آئے۔ تو اس سے فائدہ اٹھائے۔ اور اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ کیا پتہ کہ یہ حالت پھر کب پیدا ہو۔ ممکن ہے اس وقت اس کی اقتصادی حالت کیسی ہو۔ نیک تصور پر فوراً عمل پیرا ہو جانا چاہیئے۔ بعض لوگ جب نیکی کا دور ان پر آتا ہے۔ تو اسکو توجیہات سے ٹال دیتے ہیں۔ لیکن مومن کو کبھی ایسے موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہیئے۔ کیا معلوم کہ پھر حالات کیسے ہوں۔ اور مبادا وہ نیکی سے محروم رہ جائے۔

درخواستہائے دعا

(۱) عزیزہ امۃ اللطیف بنت منشی احمد حسین صاحب ہیڈ کاتب الفضل کو افاقہ ہے۔ لیکن ابھی نقاہت دور نہیں ہوئی۔ (۲) قاضی محمد صدیق صاحب انصاری کاتب الفضل کی اہلیہ صاحبہ عرصہ سے شدید بیمار ہیں۔ (۳) محترمہ لطیف بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر محمد شفیع صاحب وٹرنری اسسٹنٹ دھاریوال تین ماہ سے بعارضہ ٹائیفائیڈ بیمار ہیں۔ (۴) محترمہ امۃ الحمید صاحبہ بنت عبد الحق صاحب صدر گوگیرہ بعارضہ ٹائیفائیڈ سخت بیمار ہیں اور بہت کمزور ہو گئی ہیں۔ (۵) عزیز گلزار رسول ابن شیخ افتخار رسول صاحب ریلوے گارڈ غازی آباد سخت بیمار ہے۔ (۶) عزیز گلزار احمد ابن اقبال احمد خان صاحب واقف زندگی سخت بیمار ہے۔

خالصہ! ہوشیار باش

سکھ صاحبان سے ایک دردمندانہ اپیل

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

سیاسی حالات بھی عجیب طرح رنگ بدلتے رہتے ہیں۔ ابھی ۱۹۴۶ء کے اوائل کی بات ہے جبکہ پنجاب اسمبلی کے انتخابات ہو رہے تھے۔ کہ سکھ قوم اس بات پر ہندوؤں سے سخت بگڑی ہوئی تھی۔ کہ وہ کانگرس کے نظام کے ماتحت ان کی پنتھک حیثیت اور پنتھک وقار کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کی مستقل قومی حیثیت کو مٹا کر اپنے اندر جذب کر لینے کے درپے ہیں۔ چنانچہ اسی زمانہ کے بعد کا واقعہ ہے کہ سکھوں کے مشہور لیڈر ماسٹر تارا سنگھ صاحب نے اپنے "سنت سپاہی" نامی گورمکھی رسالہ کے اگست ۱۹۴۶ء کے نمبر میں "ہندو مسلماناں نال ساڈے سمبندھ" کے مضمون کی ذیل میں لکھا تھا کہ:۔

"مذہبی اصولوں کے لحاظ سے سکھ مسلمانوں سے زیادہ قریب ہیں۔ مگر تہذیب اور برادری کے تعلقات ہندوؤں سے زیادہ ہیں..... ہندوؤں میں ایک حصہ ایسا ہے جو ہمیں نگل جانا چاہتا ہے..... مسلمانوں سے ہمارے تعلقات بھی کم ہیں اور خطرہ بھی کم ہے..... میں مسلمانوں سے سمجھوتہ اور بہتر تعلقات پیدا کرنے کے حق میں ہوں...... ہندوؤں میں ایسے لوگ ہیں جو ڈھنگ یا استادی سے سکھوں کو نگل جانا چاہتے ہیں...... ہندوؤں کا پچھلا وطیرہ اور تاریخ ہمیں پورا بھروسہ نہیں ہونے دیتی۔ اور ہمیں خبردار ہی رہنا چاہیئے...... یقین رکھو کہ کانگرس اور ہندوؤں نے ہماری علیحدہ پولٹیکل ہستی کو مٹانے کی کوشش کرنی ہے پچھلے انتخابات میں یہ کوشش بہت زور سے کی گئی تھی۔ لیکن ہم بچ گئے۔ اگر آج پنجاب اسمبلی کے سارے سکھ ممبر کانگرس ٹکٹ پر ہوتے تو ہم ختم تھے"

یہ الفاظ جن کے لکھے جانے پر ابھی بمشکل نو ماہ کا عرصہ گذرا ہے۔ ایک ایسے سکھ لیڈر کے قلم سے نکلے ہیں جو ہندو سے سکھ بنا ہے۔ اور ہم ان الفاظ پر قیاس کر کے سمجھ سکتے ہیں کہ اس وقت قدیم سکھوں اور خصوصاً جاٹ سکھوں میں ہندوؤں کے متعلق کیا کیا خیالات موجزن ہوں گے۔ مگر آج یہی پنجاب کا نامور خالصہ ہندوؤں کی آغوش میں راحت محسوس کر رہا ہے۔ مجھے تسلیم کرنا چاہیئے کہ اس غیر معمولی تبدیلی کی ذمہ واری کسی حد تک مسلمانوں پر بھی عائد ہوتی ہے۔ جنہوں نے سکھوں کو اپنے ساتھ ملانے میں پوری توجہ اور جدوجہد سے کام نہیں لیا۔ مگر اس انقلاب کا اصل سہرا ہندو سیاست کے سر ہے۔ جس نے اتنے قلیل عرصہ میں اپنی گہری تدبیر کے ذریعہ سکھ کو گویا بالکل اپنا بنا لیا ہے لیکن جس اتحاد کی بنیاد محض دوسروں کی نفرت و عداوت کے جذبہ پر ہو وہ زیادہ دیر پا نہیں ہوا کرتا۔ اور سمجھدار سکھوں کی آنکھیں آہستہ آہستہ اس تلخ حقیقت کے دیکھنے کے لئے کھل رہی ہیں۔ کہ ان کے لئے پنجاب میں ہندوؤں کی سانجھ سو فیصدی خسارہ کا سودا ہے۔ "پنجاب کی تقسیم" یا "پنجاب کا بٹوارہ" ایک ایسا نعرہ ہے جس کے وقتی طلسم میں ہندو سیاست نے سکھ کو مخمور کر رکھا ہے۔ مگر کیا کبھی کسی دانشمند سکھ نے ٹھنڈے دل سے اس حقیقت پر غور کیا ہے۔ کہ پنجاب کی مزعومہ تقسیم کے نتیجہ میں سکھ کیا لے رہا ہے اور کیا دے رہا ہے یہ دو ٹھوس حقیقتیں بچے بچے کے علم میں ہیں کہ (۱) پنجاب میں سکھ صرف تیرہ (۱۳) فیصدی ہے اور (۲) پنجاب کے ۲۹ ضلعوں میں سے کوئی ایک ضلع بھی ایسا نہیں ہے۔ جس میں سکھوں کی اکثریت ہو۔ کیا اس روشن صداقت کے ہوتے ہوئے پنجاب کی کوئی تقسیم سکھ مفاد کو فائدہ پہنچا سکتی ہے؟ جو قوم ہر لحاظ سے اور ملک کے ہر حصہ میں اقلیت ہے۔ وہ ملک کے بٹنے سے بہر حال مزید کمزوری کی طرف جائے گی۔ اور ملک کی ہر تقسیم خواہ وہ کسی اصول پر ہو۔ اس کی طاقت کو کم کرنے والی ہوگی نہ کہ بڑھانے والی۔ یہ کہنا کہ فلاں حصہ کے الگ ہو جانے سے اس حصہ میں سکھوں کی آبادی کا تناسب بڑھ جائے گا۔ ایک خطرناک سا دھوکا ہے۔ کیونکہ بہر صورت پنجاب کے دونوں حصوں میں سکھ ایک کمزور اقلیت رہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں ایک حصہ کے اندر تناسب آبادی میں خفیف سی زیادتی کی وجہ سے اپنی مجموعی طاقت کو بانٹ لینا خودکشی سے کم نہیں۔ برطانوی پنجاب میں سکھوں کی موجودہ آبادی ساڑھے سینتیس (۳۷½) لاکھ ہے اور ان کی آبادی کا تناسب تیرہ (۱۳) فی صدی ہے۔ اب موجودہ تجویز کے مطابق پنجاب اس طرح بانٹا جا رہا ہے کہ ایک حصہ میں پونے سولہ (۱۶¾) لاکھ سکھ چلا جاتا ہے اور دوسرے میں پونے اکیس (۲۰¾) لاکھ۔ اور جس حصہ میں پونے اکیس (۲۰¾) لاکھ جاتا ہے۔ وہاں ان کی آبادی قریباً اٹھارہ (۱۸) فی صدی ہو جاتی ہے اور دوسرے حصہ میں قریباً دس فیصدی رہ جاتی ہے

تو کیا اس صورت میں دنیا کا کوئی سیاستدان یہ خیال کر سکتا ہے کہ ایسی تقسیم سکھوں کے لئے مفید ہوگی۔ جہاں وہ تیرہ (۱۳) فیصدی سے قریباً اٹھارہ فی صدی ہو جائیں گے۔ وہاں بھی بہر حال وہ ایک کمزور اقلیت رہیں گے اور ان کیلئے تناسب آبادی کا خفیف فرق عملاً بالکل بے نتیجہ اور بے سود ہوگا۔ مگر دوسری طرف یہ تقسیم ان کی مجموعی طاقت کو دو حصوں میں بانٹ کر (یعنی ۳۷ کی بجائے ۱۶ اور ۲۱ کے دو حصے کر کے) ان کی قومی طاقت کو سخت کمزور کر دے گی۔ یہ ایک ٹھوس اور بین حقیقت ہے جسے دنیا کا کوئی مسلمہ سیاسی اصول رد نہیں کر سکتا اگر پنجاب ایک رہے تو سکھ قوم ساڑھے سینتیس (۳۷½) لاکھ کی ایک زبردست متحد جماعت ہے۔ جس کا سارا زور ایک ہی نکتہ پر جمع رہتا ہے۔ لیکن اگر پنجاب بٹ جائے۔ تو خواہ وہ کسی اصول پر بٹے سکھوں کی طاقت بہر حال دو حصوں میں بٹ جائے گی اور دوسری طرف ان کے آبادی کے تناسب میں بھی کوئی معتدبہ فرق نہیں آئیگا۔ اور وہ بہر صورت دونوں حصوں میں ایک کمزور اقلیت ہی رہیں گے۔ کیا یہ حقائق اس قابل نہیں کہ سمجھدار سکھ لیڈر ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں؟

یہ کہنا کہ پنجاب کے مختلف ضلعے یا زیادہ صحیح طور پر یوں کہنا چاہیئے کہ مختلف حصے آبادی کی نسبت سے نہیں بٹنے چاہئیں بلکہ مختلف قوموں کی جائداد اور مفاد کی بنیاد پر بٹنے چاہئیں ایک طفل تسلی سے زیادہ نہیں کیونکہ:۔

اول تو یہ مطالبہ دنیا بھر کے مسلمہ سیاسی اصولوں کے خلاف ہے اور جمہوریت کا بنیادی نظریہ اس خیال کو دور سے ہی دھکے دیتا ہے۔

دوسرے جائدادیں ایک آنی جانی چیز ہیں اور ان پر اس قسم کے مستقل قومی حقوق کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی جو انسانی جانوں اور ان جانوں کے تحفظ اور ترقی سے تعلق رکھتے ہیں۔

تیسرے اس سوال کو اٹھانے کا یہ مطلب ہے کہ ملک کے نئے دور کی سیاست کی بنیاد مساوات انسانی پر رکھنے کی بجائے روز اول سے ہی انفرادی برتری اور جماعتی تفوق اور جبر و استبداد پر رکھی جائے جس کے خلاف غریب ہندوستان صدیوں سے لڑتے ہوئے آج خدا خدا کر کے آزادی کا منہ دیکھنے لگا ہے

چوتھے - سکھوں کی یہ جائیدادیں بڑی حد تک ان کی حکومت کے زمانہ کی یادگار ہیں۔ جبکہ ان میں سے کئی ایک نے اولاً اپنی طوائف الملوکی کے زمانہ میں اور بعدہٗ اپنی استبدادی حکومت کے دوران میں دوسرے حقداروں سے چھین کر ان جائیدادوں کو حاصل کیا۔ تو کیا یہ انصاف و دیانتداری کا مطالبہ ہے۔ کہ اس رنگ میں حاصل کئے ہوئے اموال پر آئندہ سیاست کی بنیاد رکھی جائے۔ ہم ان کی یہ جائیدادیں ان سے واپس نہیں مانگتے۔ جو مال ان کا بن چکا ہے۔ وہ انہیں مبارک ہو۔ مگر ایسے اموال پر سیاسی حقوق کی بنیاد رکھنا جو آج سے چند سال قبل کسی اور کے ملکیت تھے۔ دیانتداری کا طریق نہیں ہے۔

پانچویں دنیا کا بہترین مال انسان کی جان ہے۔ جو نہ صرف سارے مالوں سے افضل اور برتر ہے۔ بلکہ ہر قسم کے دوسرے اموال کے پیدا کرنے کا حقیقی ذریعہ ہے۔ پس جان اور نفوس کی تعداد کے مقابلہ پر پیسے کو پیش کرنا ایک ادنیٰ ذہنیت کے مظاہرہ کے سوا کچھ نہیں۔

چھٹے۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ سکھوں کی جائیداد کی مالیت واقعی زیادہ ہے۔ کیونکہ جائیداد کی قیمت عمارتوں کی اینٹوں یا زمین کے ایکڑوں پر مبنی نہیں ہوتی۔ بلکہ بہت سی باتوں کا مجموعی نتیجہ ہوا کرتی ہے اور جب تک ان ساری باتوں کا غیر جانبدارانہ جائزہ نہ لیا جائے۔ سکھوں کا یہ دعویٰ کہ ہماری جائیدادیں زیادہ ہیں۔ ایک خالی دعویٰ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ خصوصاً جبکہ ابھی تک ایکڑوں کا صحیح قوم وار تناسب بھی گنتی میں نہیں لایا جا سکا۔

سکھ صاحبان کا یہ خیال کہ ہندو اور ہم ایک ہیں۔ اور اس لئے ان کے ساتھ مل کر مشرقی پنجاب میں ہماری اکثریت ہو جائیگی پہلے دھوکے سے بھی زیادہ خطرناک دھوکہ ہے۔ کیونکہ اس میں ایک ایسے پیچدار اصول کا واسطہ پڑتا ہے۔ جس کا حل نہ ہندو کے پاس ہے۔ اور نہ سکھ کے پاس۔ سوال ہے کہ کیا ہندو اور سکھ ایک قوم ہیں؟

اس سوال کے امکاناً دو ہی جواب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ہاں وہ ایک قوم ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ نہیں بلکہ وہ دو مختلف قومیں ہیں۔ جن کا مذہب اور تہذیب و تمدن جداگانہ ہے۔ مگر ان کا آپس میں سیاسی سمجھوتہ ہے۔ اب ان دونوں جوابوں کو علیحدہ علیحدہ لے کر دیکھو۔ کہ نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ اگر سکھ اور ہندو ایک قوم ہیں۔ تو ان کا اس غرض سے پنجاب کو دو حصوں میں بانٹنے کا مطالبہ کہ انہیں اس ذریعہ سے ایک علیحدہ گھر اور وطن میسر آجاتا ہے۔ بالبداہت باطل ہو جائیگا۔ کیونکہ جب سکھ اور ہندو ایک ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ مستقبل کے ہندوستان میں جتنے بھی صوبے ہوں گے۔ وہ جس طرح ہندوؤں کا گھر اور وطن ہوں گے۔ اسی طرح سکھوں کا بھی گھر اور وطن ہوں گے۔ اور اگر یہ کہو۔ کہ پنجابی سکھوں کا وطن کون ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اول تو جب ہندو اور سکھ ایک قوم تسلیم کئے گئے۔ تو پنجابی سکھ کے علیحدہ وطن کا سوال ہی نہیں اٹھ سکتا۔ جب سکھ بھی ہندوستان کی وسیع ہندو جاتی کا حصہ ہے۔ تو ظاہر ہے کہ جب ہندو جاتی کو وطن مل گیا۔ تو لازماً سکھ کو بھی مل گیا۔ اور اس کا علیحدہ مطالبہ سراسر باطل ہے۔ دوسرے اگر ہندو قوم کے ساتھ ایک ہوتے ہوئے پنجابی سکھ کو علیحدہ وطن کی ضرورت ہے۔ تو یو۔ پی اور بہار اور مدراس وغیرہ کے مسلمانوں کو کیوں علیحدہ وطن کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ پنجاب کے ۳۷ لاکھ سکھ کے مقابل پر یو۔ پی کا مسلمان ۸۴ لاکھ اور بہار کا مسلمان ۴۷ لاکھ ہے۔ اگر مسلمان اپنے سوا کروڑ کمزور بھائیوں کو یو۔ پی اور بہار میں ہندوؤں کے رحم پر چھوڑ سکتے ہیں۔ تو پنجاب کے ۳۷ لاکھ سکھ جو بقول خود بہادر بھی ہیں اور صاحب مال و زر بھی پنجاب کے مسلمانوں کے ساتھ مل کر کیوں نہیں رہ سکتے۔

دوسرا امکانی پہلو یہ ہے۔ کہ سکھ ہندوؤں سے ایک الگ اور مستقل قوم ہیں۔ اور علیحدہ مذہب اور علیحدہ تمدن رکھتے ہیں۔ جس کی علیحدہ حفاظت کی ضرورت ہے۔ تو اس صورت میں سوال یہ ہے کہ پنجاب کی تقسیم ان کے لئے کون حفاظت کا رستہ کھولتی ہے؟ وہ بہرحال پنجاب کے مشرقی حصہ میں بھی ایک اقلیت ہوں گے۔ جو وسیع ہندو اکثریت کے رحم پر ہوگی۔ اور اکثریت بھی وہ جو صرف انہی کے علاقہ میں اکثریت نہیں ہوگی۔ بلکہ سارے ہندوستانی صوبوں کی بھاری اکثریت اسکی پشت پر ہوگی۔ یہ ماحول کس زندہ اور مستقل قوم کو چین کی نیند سونے دے سکتا ہے؟ اور یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ جب قومیں دو ہیں۔ تو پھر ان کا موجودہ سیاسی سمجھوتہ بھی کسی اعتبار کے قابل نہیں۔ کیونکہ اسے کل کے حالات بدل کر کچھ کی کچھ صورت دے سکتے ہیں۔ چنانچہ اوپر والے مضمون میں ہی ماسٹر تارا سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"لڑائی جھگڑے تو زمانہ کے حالات کے ماتحت ہوتے اور مٹتے رہتے ہیں نہ کبھی کسی قوم سے دائمی لڑائی ہو سکتی ہے۔ اور نہ دائمی صلح۔ اب بھی ہمارا مسلمانوں کے ساتھ کبھی جھگڑا ہوگا اور کبھی صلح ہوگی۔ یہی صورت ہندوؤں کے ساتھ ہونی ضروری ہے۔"

(سنت سپاہی اگست ۱۹۴۶ء)

اور ماسٹر تارا سنگھ صاحب کے خیال پر ہی بس نہیں۔ دنیا کی تاریخ شاہد ہے۔ کہ دو مستقل قوموں میں اس قسم کے عارضی سیاسی سمجھوتے ہرگز اس قابل نہیں ہوا کرتے۔ کہ ان کے بھروسہ پر ایک قوم اپنی طاقت کو کمزور کر کے ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو دوسری قوم کے رحم پر ڈال دے۔ اور سکھ صاحبان تو اپنی گذشتہ ایک سالہ تاریخ میں ہی ایک تلخ مثال دیکھ چکے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ وہ پھر بھی حقائق سے آنکھیں بند رکھنا چاہتے ہیں۔

کہا جا سکتا ہے۔ کہ گذشتہ فسادات میں سکھوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں نقصان پہنچا ہے۔ اس لئے انہیں مسلمانوں پر اعتبار نہیں رہا۔ میں گذشتہ اڑھائی ماہ کی تلخ تاریخ میں نہیں جانا چاہتا۔ مگر اس حقیقت سے بھی آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں۔ کہ سب جگہ مسلمانوں کی طرف سے پہل نہیں ہوئی۔ اور زیادہ ذمہ واری پہل کرنے والے پر ہوا کرتی ہے۔ اور فسادات تو جنگل کی آگ کا رنگ رکھتے ہیں۔ جو ایک جگہ سے شروع ہو کر سب حصوں میں پھیل جاتی ہے۔ اور خواہ اس آگ کا لگانے والا کوئی ہو۔ بعد کے شعلے بلا امتیاز سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا کرتے ہیں۔ میں اس دعویٰ کی ذمہ واری نہیں لے سکتا۔ کہ مسلمانوں نے کسی جگہ بھی زیادتی نہیں کی۔ لیکن کیا سکھ صاحبان یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ سکھوں نے بھی کسی جگہ زیادتی نہیں کی؟ آخر امرتسر میں چوک پراگ داس وغیرہ کے واقعات لوگوں کے سامنے ہیں۔ اور پھر کئی جگہ بعض بے اصول ہندوؤں نے تیلی لگا کر سکھوں اور مسلمانوں کو آگے کر دیا ہے۔ اور بالآخر کیا سکھوں کے موجودہ حلیفوں نے بہار میں ہزارہا کمزور اور بالکل بے بس مسلمانوں پر وہ قیامت برپا نہیں کی تھی۔ جس کی تباہی اور قتل و غارت کو نہ پنجاب پہنچ سکتا ہے۔ اور نہ نواکھلی یا کوئی اور علاقہ۔ پس اگر گلے شکوے کرنے لگو۔ تو دونوں قوموں کی زبانیں کھل سکتی ہیں۔ لیکن اگر ملک کی بہتری کی خاطر "معاف کر دو اور بھول جاؤ" کی پالیسی اختیار کرنا چاہو۔ تو اس کے لئے بھی دونوں قوموں کے لئے اچھے اخلاق کے مظاہرہ کا رستہ کھلا ہے۔ میں تو شروع سے ہی اپنے دوستوں سے کہتا آیا ہوں کہ موجودہ فسادات کا سلسلہ ایک دورِ سوء Vicious circle کا رنگ رکھتا ہے۔ احمد آباد کے بعد کلکتہ اور کلکتہ کے بعد نواکھلی اور نواکھلی کے بعد بہار اور گڑھ مکتیسر اور بہار اور گڑھ مکتیسر کے بعد پنجاب و سرحد اور اس کے بعد خدا جانے کس کس کی باری آنے والی ہے۔ اور جب تک کوئی قوم جرأت کے ساتھ اس زنجیر کی کسی کڑی کو درمیان سے توڑ نہیں دیگی۔ اس آگ کا ایک شعلہ دوسرے شعلہ کو روشن کرتا جائیگا۔ جب تک یا تو یہ دونوں قومیں آپس میں لڑ لڑ کر تباہ ہو جائیں گی اور یا قتل و غارت سے تھک کر انسان بننا سیکھ لیں گی۔ انتقام کی کڑی ہمیشہ صرف جرأت کے ساتھ اور عفو اور درگذر کے عزم کے نتیجہ میں ہی توڑی جا سکتی ہے۔

ورنہ یہ ایک دلدل ہے۔ جس میں سے اگر ایک پاؤں پر زور دے کر اُسے باہر نکالا جائے تو دوسرا پاؤں اور بھی گہرا دھنس جاتا ہے پس اگر ملک کی بہتری چاہتے ہو تو مسلمان کو بہار اور گڑھ مکتیسر کو بھلانا ہوگا۔ اور ہندو اور سکھ کو نواکھلی اور پنجاب کو۔ ہاں ان واقعات سے بہت سے سبق بھی سیکھنے والے ہیں۔ جو دونوں قومیں انتقام کے جذبہ کو قابو میں رکھ کر بھی سیکھ سکتی ہیں:۔

میں سکھ صاحبان سے یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ موجودہ جوش و خروش کی حالت میں اس بات کو ہرگز نہ بھولیں۔ کہ عموماً دو قوموں کے درمیان تین بنیادوں پر ہی سمجھوتے ہوا کرتے ہیں۔ اوّل یا تو ان کے درمیان مذہبی اصولوں کا اتحاد ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اکٹھا رہنا چاہتی ہیں۔ اور یا دوم ان کا تہذیب و تمدن ایک ہوتا ہے۔ اور یا سوم ان کے اقتصادی نظریے ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ اب اگر ان تینوں لحاظ سے دیکھا جائے تو سکھ کا سمجھوتہ مسلمان سے ہونا چاہیئے نہ کہ ہندو کے ساتھ۔ کیونکہ:۔

اوّل تو سکھوں اور مسلمانوں کے مذہبی اصول ایک دوسرے سے بہت مشابہ ہیں۔ کیونکہ دونوں قومیں توحید کی قائل ہیں۔ اور ان کے مقابل پر ہندو لوگ مشرک اور بُت پرست ہیں۔ جن کے ساتھ سکھوں کا مذہبی لحاظ سے کوئی بھی اشتراک نہیں۔ اور اسی لئے ماسٹر تارا سنگھ صاحب نے صاف طور پر مانا ہے کہ:۔

"مذہبی اصولوں کے لحاظ سے سکھ مسلمانوں سے زیادہ قریب ہیں"۔

دوسرے تہذیب و تمدن بھی مسلمانوں اور سکھوں کا بہت ملتا جلتا ہے۔ کیونکہ دونو سادہ زندگی رکھنے والے اور فیاض جذبات کے مالک اور قدیم مہمان نوازی کے اصولوں پر قائم ہیں۔ اور اس کے مقابل پر ہندو تمدن اس سے بالکل مختلف ہے۔

تیسرے اقتصادی نقطہ نگاہ کے لحاظ سے بھی مسلمان اور سکھ ایک دوسرے کے بہت زیادہ قریب ہیں۔ کیونکہ دونوں اقتصادیات کا اسی فی صدی حصہ وہ حاصل اراضی اور فوجی پیشہ اور ہاتھ کی مزدوری سے تعلق رکھتا ہے۔ میں نے اکثر دیکھا ہے۔ کہ ایک سکھ اور مسلمان زمیندار آپس میں اس طرح گھل مل جاتے ہیں۔ کہ گویا وہ ایک ہی ہیں۔ مگر یہ ذہنی اور قلبی اتحاد ایک ہندو اور سکھ کو نصیب نہیں ہوتا:۔

پس میں اپنے سکھ ہم وطنوں سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ گذشتہ واقعات کو بھلا کر اپنے مستقل اور فطری مفاد کی طرف توجہ دیں۔ دیکھو ہر زخم کے لئے خدا نے ایک مرہم پیدا کی ہے۔ اور قومی زخم بھی بھلانے سے بھلائے جا سکتے ہیں۔ مگر غیر فطری جوڑ کبھی بھی پائدار ثابت نہیں ہوا کرتے اگر ایک آم کے درخت کی شاخ نے دوسرے آم کی شاخ کے ساتھ ٹکرا کر اُسے توڑا ہے۔ تو بے شک یہ ایک زخم ہے۔ جسے مرہم کی ضرورت ہے۔ مگر یہ حقیقت پھر بھی قائم رہے گی۔ کہ جہاں پیوند کا سوال ہوگا۔ آم کا پیوند آم کے ساتھ ہی قائم ہوگا۔ دو لڑنے والے بھائی لڑائی کے باوجود بھی بھائی رہتے ہیں۔ مگر دو غیر آدمی عارضی دوستی کے باوجود بھی ایک نہیں سمجھے جا سکتے ہم ہندوؤں کے بھی خلاف نہیں۔ وہ بھی آخر اسی مادر وطن کے فرزند ہیں۔ اور بہت سی باتوں میں اُن سے بھی ہمارا اشتراک ہے۔ اور ہماری دلی خواہش تھی۔ کہ کاش ہندوستان بھی ایک رہ سکتا لیکن اگر ہندوستان کو مجبوراً بٹنا پڑا ہے۔ تو کم از کم پنجاب تو تقسیم ہونے سے بچ جائے تا اُسے مسلمان بھی اپنا کہہ سکیں اور سکھ بھی اور اس کے اندر بسنے والے ہندو بھی۔ اور سالم متحدہ پنجاب کا خمیر اُٹھے بلکہ ہندوستان کو بھی باہم ملا کر ایک کر دے۔ لیکن جب تک یہ بات میسر نہیں آتی۔ اُس وقت تک کم از کم مسلمان اور سکھ تو ایک ہو کر رہیں۔ یہ جذبہ خود سمجھدار سکھ لیڈروں میں بھی پیدا ہو رہا ہے چنانچہ گیانی شیر سنگھ صاحب فرماتے ہیں۔

"شمالی ہندوستان کے امن کی ضمانت سکھ مسلم اتحاد ہے۔۔۔۔۔ اگر کوئی شخص سکھ مسلم فساد کے زہر کا بیج بوتا ہے۔ تو وہ ملک کا اور خدا کا اور نسل انسانی کا دشمن ہے"۔

(اخبار پنجاب امرت سر ۱۱ جنوری ۱۹۴۷ء)

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ہندو کو ہندوستان کے باقی صوبوں میں وطن مل رہا ہے۔ اور مسلمان کو پنجاب وغیرہ میں۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ سکھ بھی اتنی تعداد میں ہوتا۔ اور اس صورت میں آباد ہوتا کہ اُسے بھی ایک وطن مل جاتا۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ موجودہ حالات میں اس کمی کا ازالہ کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔ کیونکہ پنجاب کو خواہ کسی صورت میں بانٹا جائے۔ سکھ بہرحال اقلیت میں رہتا ہے۔ بلکہ دو حصوں میں بٹنے سے اپنی طاقت کو اور بھی کم کر دیتا ہے۔ تو پھر کیوں نہ وہ اس قوم کے ساتھ جوڑ ملائے۔ جس کے ساتھ اس کا پیوند بالطبع رنگ رکھتا ہے۔ اور پھر اس کے بعد محبت اور تعاون کے طریق پر اور ترقی کے پُرامن ذرائع کو عمل میں لا کر اپنی قوم کو بڑھائے اور اپنے لئے جتنا بڑا چاہے وطن پیدا کر لے۔ آج سے پچاس سال قبل سکھ پنجاب میں صرف بیس بائیس لاکھ تھے مگر اب اس سے قریباً ڈیڑھ دو گنے ہیں۔

اسی طرح آج سے چالیس سال قبل مسلمان پنجاب میں اقلیت کی حیثیت رکھتے تھے مگر اب وہ ایک قطعی اکثریت میں ہیں اور اس کے مقابل پر ہندو برابر کم ہوتا گیا ہے پس اس قدرتی پھیلاؤ اور سکڑ کو کون روک سکتا ہے پس سکھوں کو چاہیئے۔ کہ غصہ میں آکر اور وقتی رنجشوں کی رو میں بہ کر اپنے مستقل مفاد کو نہ بھلائیں۔ نہیں کیا خبر ہے۔ کہ آج جس قوم کے ساتھ وہ سمجھوتہ کر کے پنجاب کو دو حصوں میں بانٹنا چاہتے ہیں۔ وہ کل کو اپنی خودداری کا عہدہ نہ سنبھال سکے۔ اور پھر سکھ نہ ادھر کے رہیں اور نہ اُدھر کے۔ ان کے لئے بہرحال حفاظت اور ترقی کا بہترین رستہ یہی ہے۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ ایک باعزت سمجھوتہ کر لیں۔ اور مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اُن کے جائز اور معقول مطالبات کو فراخدلی کے ساتھ قبول کریں بالآخر سکھ صاحبان کو یہ بات بھی ضرور یاد رکھنی چاہیئے کہ خواہ کچھ ہو سکھوں کے مقدس مقامات زیادہ تر شمالی اور مغربی پنجاب کے ساتھ وابستہ ہیں۔ انکے بہت سے مذہبی مقامات ان علاقوں میں واقع ہیں۔ ان کی بہترین جائدادیں ان علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان کے بہت سے قومی لیڈر انہیں علاقوں میں پیدا ہوئے اور انہیں میں جوان ہوئے۔ اور انہیں میں بس رہے ہیں۔ اور پھر ان کی قوم کا بہترین اور غالباً مضبوط ترین حصہ جسے سکھ قوم کی گویا جان کہنا چاہیئے انہیں علاقوں میں آباد ہے۔ تو کیا وہ ہندو قوم کے عارضی سیاسی سمجھوتہ کی وجہ سے جس کا حشر خدا کو معلوم ہے اپنے ان وسیع مفاد کو چھوڑ کر مشرقی پنجاب میں سمٹ جائیں گے؟ خالصہ! ہوشیار باش۔ خالصہ ہوشیار باش

ضروری اعلان

میاں عبدالحنان صاحب واقف زندگی ساکن دارالفضل قادیان کو بطور واقف زندگی منتخب کر کے کارخانہ آئرن میٹل ورکس قادیان میں ورکس منیجر لگایا گیا تھا۔ ان کے متعلق اس عرصہ میں جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حق الخدمت ادا نہیں کیا۔ اور جس روح سے کام کرنا چاہیئے تھا۔ وہ پیدا نہیں کی۔ لہٰذا حسب منظوری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ان کے وقف کو توڑ دیا گیا ہے۔ جس کا بہت افسوس ہے۔ حضور کے فیصلہ کے مطابق اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ ان سے سلسلہ کا کوئی کام نہ لیا جائے

(وکیل الدیوان تحریک جدید قادیان)

لجنات اماء اللہ کیلئے اعلان

کتاب مبادی الصرف کا امتحان ۲۵ رمئی کو بیرونی لجنات کا اور ۲۹ رمئی کو قادیان کی لجنات کا ہوگا۔ براہ مہربانی جلد از جلد امتحان کے لئے نام دفتر لجنہ اماء اللہ میں بھجوا کر ممنون فرماویں۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

(سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

ولادت:۔ ۱- چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ قادیان کے ہاں ۸ رمئی ۱۹۴۷ء کو لڑکا پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے آمین

۲- کیپٹن محمد وقیع الزمان صاحب کے ہاں ۱۱ اپریل کو لڑکی پیدا ہوئی۔ یہ لڑکی جناب

صحت کی ترقی قوم کی تعمیر ہے
تریاق اٹھرا
دنیائے طب کا حیرت انگیز کارنامہ
حضرت حکیم الامت سیدنا نورالدین رضؓ کی مجرب دوا تریاق اٹھرا کے
استعمال سے حمل ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے۔ اور بچہ ذہین
خوبصورت۔ تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا
ہے۔ صحت کی حالت میں اس دوا کے استعمال سے حمل کی تکالیف
سے نجات ملتی ہے۔
پچھلی نصف صدی میں کثرت سے اس دوا کو اٹھرا کے
مریضوں پر برتا گیا۔ جن کے سرٹیفکیٹ دواخانہ نورالدینؓ میں
موجود ہیں:-
میاں شاہ دین صاحب باغبانپورہ لاہور کا مکتوب
میرے دو بچے سات سات ماہ کے پیدا ہو کر فوت ہو گئے تھے۔ پھر میں نے آپ سے
تریاق اٹھرا منگوا کر استعمال کرائی۔ تو اس کے استعمال کے بعد خدا کے فضل سے پورے
دنوں میں بچہ پیدا ہوا۔ خاکسار:- شاہ دین باغبانپورہ لاہور
قیمت فی تولہ دو روپے ۸ آنے مکمل کورس ۲۵ روپے
دواخانہ نورالدین قادیان سے طلب فرمائیں

"اعلان"

ایک لمیٹڈ کمپنی کی ضروریات کیلئے ایک تجربہ کار منیجر کی ضرورت ہے۔ جس کو تجارت کا بہت اچھا تجربہ ہو خاص طور پر امپورٹ ایکسپورٹ کے کام سے پوری واقفیت ہو مثلاً ایسے دوست ہوں جنہوں نے بڑی بڑی ایکسپورٹ امپورٹ کا کام کرنے والی کمپنیوں میں کسی ذمہ وار عہدہ پر کام کیا ہو۔ یا کام کر رہے ہوں تنخواہ حسب لیاقت ۸۰۰/- روپے ماہوار تک دی جائیگی۔ امیدوار احباب اپنی درخواستیں پورے کوائف و سرٹیفکیٹ کیساتھ مجھے ۵ جون تک بھجوا دیں

خواجہ عبدالکریم
وکیل التجارۃ للتحریک جدید قادیان

اعلان عام

پبلک کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ میونسپل کمیٹی قادیان نے مندرجہ ذیل بائی لاز تجویز کئے ہیں۔ ان بائی لاز کے مسودہ جات میونسپل کمیٹی کے آفس بورڈ پر لگا دئے گئے ہیں۔ جو شخص ان کے بارہ میں کوئی رائے یا اعتراض پیش کرنا چاہے۔ وہ ایک ماہ کے اندر دفتر کمیٹی میں تحریری طور پر پیش کر سکتا ہے

(۱) بائی لاز زیر دفعہ ۱۸۸ و ۱۹۹ پنجاب میونسپل ایکٹ متعلق انتظام گرفتاری و ضبطی جانوران لاوارث جو میونسپلٹی کی حدود کے اندر آوارہ پائے جائیں۔

(۲) بائی لاز زیر دفعہ ۱۸۸ و ۱۹۹ پنجاب میونسپل ایکٹ متعلق تعین کرنے ان راستوں کے جن سے اشیاء جن پر محصول چونگی عائد ہو سکتا ہو۔ میونسپلٹی کے حدود کے اندر لائی جا سکتی ہیں۔

(۳) بائی لاز زیر دفعہ ۱۸۸ و ۱۹۹ پنجاب میونسپل ایکٹ جنکی رو سے ایسے مالکوں کو جنکی عمارت یا زمین تو میونسپلٹی کی حدود کے اندر واقعہ ہوں مگر وہ خود میونسپلٹی کے باہر رہتے ہوں ہدایت دیجاسکے اور اس ( ) کو باقاعدہ طور پر کرایا جا سکے کہ وہ جملہ اغراض میونسپل ایکٹ یا دیگر قواعد مرتبہ زیر ایکٹ کیلئے ایسے اشخاص کو کارندہ مقرر کریں جو حدود کمیٹی کے اندر یا اس کے قریب رہائش رکھتے ہوں

(۴) بائی لاز زیر دفعہ ۱۸۸ و ۱۹۹ پنجاب میونسپل ایکٹ جانوروں ان کے ذبح کرنے کے لئے جگہوں کی تخصیص کرنے اور ان کے انتظام کے متعلق ہیں۔

(۵) بائی لاز زیر دفعہ ۱۸۸ و ۱۹۹ پنجاب میونسپل ایکٹ برائے انتظام حصول لائسنس متعلق ان جگہوں کے جہاں پر سوڈا واٹر اور برف برائے فروخت تیار کی جاوے

مرزا محمد اسلم حیات بیگ بی۔ اے سیکرٹری میونسپل کمیٹی قادیان

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری عزیز احمد صاحب بی اے ایل ایل بی پی سی ایس سب جج بہادر درجہ اول بھیرہ۔

دعوےٰ یا اپیل دیوانی ۲۳۰

مسماۃ فضلاں بنام اللہ دتا یا دعوے تنسیخ نکاح

بنام اللہ دتا ولد غلام محمد معروف گاہوں ذات تیلی سکنہ دھمتھل متصل کرٹیالہ تحصیل گجرات۔ مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمیٰ بالا مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام اللہ دتا مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر بالا مذکور تاریخ ۲۰/۵/۴۲ کو مقام بھیرہ حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت یکطرفہ کارروائی عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۲۳/۴/۴۲ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم: مہر عدالت:

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی !!!

بعدالت جناب چوہدری اعظم علی صاحب بہادر سب جج درجہ اول چکوال

دعوے دیوانی ۶۲۸

محمد ولد نور محمد وغیرہ سکنہ بسرال تحصیل چکوال بنام مہدی وغیرہ سکنہ جیھٹیل تحصیل چکوال یا دعوے دخلیابی اراضی بنام مہدی وغیرہ پسران سید وقوم بھٹی جیھٹیل تحصیل چکوال

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمیٰ مہدی وغیرہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مہدی وغیرہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر آپ مذکور تاریخ ماہ ۷/۴۲ کو مقام چکوال حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ماہ ۲۳/۴/۴۲ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

دستخط حاکم: مہر عدالت:

اعلان برائے فروخت مکان

مکان:۔ ایک باموقعہ عالیشان مکان محلہ مسجد متصل میں بنابت اعلےٰ میٹریل سے تیار شدہ قابل فروخت موجود ہے۔ جسمیں علاوہ بیٹھک۔ سٹور روم اور باورچی خانہ کے تین بڑے کمرے برآمدہ و پختہ صحن ہے بجلی اور نلکا کا اعلیٰ انتظام ہے گرمیوں میں چھت پر سونے کیلئے قد آدم پردے بھی موجود ہیں مسجد مبارک مسجد اقصیٰ اور حضرت صاحب کے گھروں کے بالکل قریب واقع ہے بازار کی سائیڈ میں دو دکانیں بھی تعمیر ہو سکتی ہیں جنکی بنیادیں بھری ہوئی ہیں۔ خواہشمند احباب خود ملکر فیصلہ کریں۔ ضیاء الدین احمد احمدیہ وڈ سٹور محلہ دارالفتوح قادیان

بوسکی

شادی جہیز پر ذاتی استعمال بہترین کپڑا ۷ گز کے تھان کی قیمت ۲۰/۴ روپے
لوکل ایجنٹوں کی ضرورت ہے
ہیملٹو رجسٹرڈ لدھیانہ

پانچ روپے بارہ آنے میں طاقت کیلئے اعلیٰ دوا
بے نظیر دوا جو کمزوری اور بے حد مفید ثابت ہو چکی ہے
مردانگی
ایک بار منگا کر ضرور استعمال کریں۔
ملنے کا پتہ: محمد دوم اینڈ کمپنی بھیرہ پنجاب

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی منیجر

ضروری خبریں

سرحد میں مسلم لیگ کی تحریک جاری رکھی جائے گی

مسٹر جناح کا اہم بیان

نئی دہلی ۷ رمئی۔ مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے صوبہ سرحد کی صورت حال کے متعلق ایک ہزار الفاظ پر مشتمل ایک مفصل بیان جاری کیا ہے۔ جس میں انہوں نے صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی تحریک سول نافرمانی کی تاریخ بیان کرنے کے بعد اعلان کیا ہے۔ کہ سرحد کے لیگی لیڈروں نے تحریک کو جاری رکھنے کا جو فیصلہ کیا۔ میں اس سے متفق ہوں آپ نے کہا ہے۔ کہ اس وقت سرحد کا مسئلہ بھی برطانوی حکومت کے زیر غور ہے۔ لارڈ اسمے اس سلسلے میں لنڈن گئے ہوئے ہیں۔ اور چند ہفتوں تک سارے ہندوستان کے متعلق نہایت اہم فیصلوں کا اعلان ہونے والا ہے۔ ان حالات میں میں تمام مسلمانان سرحد سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ پرامن رہیں۔ ہماری جدوجہد ہندوؤں اور سکھوں کے خلاف ہرگز نہیں ہے۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ سرحد کے عوام کو آزادانہ استصواب رائے کا موقع دیا جائے۔ حکومت سرحد نے ۲۴ر اپریل کو ایک سرکاری اعلان میں سیاسی اسیروں کو رہا کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے۔ اس سے صوبائی مسلم لیگ کے مطالبات ہرگز پورے نہیں ہوتے اب ڈاکٹر خان صاحب وزیر اعظم سرحد کے سامنے واحد باعزت راستہ یہی ہے۔ کہ وہ فوراً مستعفی ہو جائیں۔ اور نئے انتخابات ہوں۔ آخر میں آپ نے دعا کی ہے۔ کہ حکومت برطانیہ کے آخری اعلان تک دونوں فریق عوام کے جان و مال کی تباہی نہ ہونے دیں جب آخری اعلان جاری ہو جائیگا۔ تو ہم اپنے آئندہ اقدام کا فیصلہ کرنے میں آزاد ہوں گے۔

مسٹر چندریگر کی روانگی لنڈن

نئی دہلی ۷ رمئی۔ آج عبوری حکومت کے لیگی رکن مسٹر محمد اسمٰعیل ابراہیم چندریگر کامرس ممبر لنڈن روانہ ہوگئے۔ وہاں سے آپ جنیوا جائیں گے۔ اور وہاں تاجروں کی انٹرنیشنل کانفرنس کے دوسرے اجلاس میں شرکت کریں گے۔ امید ہے کہ آپ ۲۵ مئی تک واپس ہندوستان آ جائیں گے۔

ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ لنڈن میں

لنڈن ۷ رمئی۔ کل رات وائسرائے ہند کے ذاتی نمائندے لارڈ اسمے نے برطانوی وزراء کی ایک کانفرنس میں شرکت کی۔ جس میں ہندوستان کے مسئلہ پر غور کیا گیا۔ یہ کانفرنس وزیر اعظم برطانیہ مسٹر اٹیلی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ لارڈ اسٹوویل وزیر ہند سر سٹیفورڈ کرپس اور مسٹر الیگزنڈر بھی اس میں شامل ہوئے۔ لارڈ اسمے نے اس کانفرنس میں شامل ہونے سے قبل انڈیا آفس کے ذمہ دار افسروں سے بھی مشورہ کیا۔ سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ کانفرنس کے سامنے سب سے اہم مسئلہ تقسیم ہند کا ہے۔ اس امر پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ کہ آیا ۱۶ر مئی ۱۹۴۶ء کی وزارتی سکیم کی کامیابی کی کوئی امید ہے یا نہیں۔

تقسیم ہند اور گاندھی جی —!

نئی دہلی ۷ رمئی۔ گاندھی جی کل ہوڑہ ایکسپریس کے ذریعے کلکتہ روانہ ہو گئے۔ جانے سے پہلے آپ نے مسٹر محمد علی جناح سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ ہماری ملاقات دوستانہ فضا میں ہوئی۔ گو بعض دوستوں نے مجھے مشورہ دیا تھا۔ کہ میں مسٹر جناح سے نہ ملوں لیکن میں سمجھتا تھا۔ کہ آخر مسٹر جناح بھی ہندوستانی ہیں۔ ہم دونوں نے بہر صورت اس ملک میں رہنا ہے۔ اس لئے اگر ملاقات کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ تو کم از کم نقصان بھی نہ ہوگا اس لئے میں نے اپنے دوستوں کا مشورہ منظور نہ کیا۔ آپ نے ملاقات کی تفصیل کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ افسوس ہے۔ کہ ملک کی تقسیم کے سوال پر کوئی سمجھوتہ ہم دونوں کے درمیان نہ ہو سکا۔ میں ملک کی تقسیم کا خیال تک دل میں نہیں لا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تقسیم سے ہندوؤں مسلمانوں دونوں کو نقصان ہوگا۔ کل کانگرس ورکنگ کمیٹی کا ایک غیر رسمی اجلاس ہوا۔ جس میں گاندھی جی نے بھی شرکت کی اور مسٹر جناح سے اپنی ملاقات کی تفصیل بیان کی۔

وزیر اعظم بنگال کی اپیل

کلکتہ ۶ رمئی۔ مسٹر حسین شہید سہروردی وزیر اعظم بنگال نے ایک بیان میں بنگال کے ہندوؤں سے اپیل کی۔ کہ وہ تقسیم بنگال کے مطالبہ پر اصرار نہ کریں۔ بلکہ صوبہ کے مسلمانوں سے دوستانہ طور پر گفت و شنید کر کے معاملہ کو طے کر لیں۔ آپ نے کہا بنگال کے آزاد اور خوشحال ہونے کا زریں موقع ملا ہے۔ اسے ہاتھ سے کھونا نہیں چاہیئے آپ نے تقسیم ہند اور تقسیم بنگال کے مطالبات کا مقابلہ کرتے ہوئے کہا۔ بنگال کے رہنے والوں کی زبان ایک ہے۔ ان کا طرز تمدن ایک ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ بنگال میں ہندوؤں کی تعداد مسلمانوں سے کچھ ہی کم ہے۔ اس لئے انہیں اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے خاص مراعات کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے برعکس ہندوستان کے مسلمان ہندوؤں کی نسبت تعداد میں بہت کم ہیں۔ ان کی زبان اور تہذیب و تمدن بھی ملک کی اکثریت سے مختلف ہیں۔ اس لئے ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے ضروری ہے۔ کہ ان کا علیحدگی کا مطالبہ منظور کر لیا جائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جہاں ہندوستان کی تقسیم ضروری ہے۔ وہاں بنگال کی تقسیم قطعی غیر ضروری بلکہ صوبے کے لئے سخت نقصان رساں ہے

ضلع راولپنڈی کے مسلمانوں پر تئیس لاکھ روپیہ جرمانہ

لاہور ۷ رمئی۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ گورنر پنجاب نے ضلع راولپنڈی کے مسلمانوں پر تئیس لاکھ روپیہ تعزیری جرمانہ عائد کیا ہے۔ مندرجہ ذیل لوگ جرمانہ کی ادائیگی سے مستثنےٰ کر دیئے گئے ہیں۔ غیر مسلم، (۲) ایسی مستورات جن کی کوئی غیر منقولہ جائداد نہ ہو (۳) ۱۰ سال سے کم عمر کے مرد جن کی کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں (۴) ایسے اشخاص جن کے متعلق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یہ قرار دے۔ کہ انہوں نے فسادات میں حصہ نہیں لیا۔ بلکہ بد امنی کے زمانہ میں غیر مسلموں اور حکام کی مدد کی ہے (۵) مرکزی یا صوبائی حکومت اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ایسے ملازمین جو بد امنی کے زمانہ میں ڈیوٹی پر تھے

گورنر پنجاب کی ملاقاتیں

لاہور ۷ رمئی۔ گورنر پنجاب نے آج خان افتخار حسین خان آف ممدوٹ صدر پنجاب مسلم لیگ کے ساتھ نصف گھنٹہ تک ملاقات کی۔ اور آپ کو ایک خط دیا۔ جو اس خط کے جواب میں ہے جو خان آف ممدوٹ نے گذشتہ ہفتے گورنر کو لکھا تھا۔ آج شام کو لیگ کی کونسل آف ایکشن نے گورنر کے مکتوب پر غور کیا۔

گورنر پنجاب نے شام کو گیانی کرتار سنگھ اور مسٹر اجل سنگھ سے ڈیڑھ گھنٹہ تک ملاقات کی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس ملاقات میں مغربی پنجاب کے مصیبت زدگان کی مدد کے سوال کے علاوہ تقسیم پنجاب کا معاملہ بھی زیر بحث آیا۔

شیلانگ ۷ رمئی۔ آسام مسلم لیگ کی کونسل آف ایکشن کے صدر مسٹر سعد اللہ خان نے دیر تک آسام کے نئے گورنر سر اکبر حیدری سے ملاقات کی۔ آپ نے ایک بیان میں مسلمانوں سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ زمینوں کی بے دخلی کے سلسلے میں حکومت آسام کی مسلم کش پالیسی کے خلاف پرامن سول نافرمانی جاری رکھیں۔ لیکن اپنی جدوجہد کو فرقہ وارانہ رنگ دینے سے بچائے رکھیں۔ آپ نے تشدد اور مار دھاڑ کی مذمت کی اور ہر حالت میں پُرامن رہنے کی تلقین کی۔

کلکتہ ۷ رمئی۔ بنگال گورنمنٹ نے ایک بیان میں بتایا ہے۔ کہ کلکتہ میں اب حالت بہت سدھر گئی ہے۔ کل دوپہر تک کلکتہ میں صرف دو وارداتیں ہوئیں ہوڑہ میں اکا دکا حملوں کے تین واقعات ہوئے۔ پولیس اور فوج کی کڑی نگرانی ابھی جاری ہے۔

لنڈن ۷ رمئی۔ معلوم ہوا ہے کہ اگلے ماہ میں سٹرلنگ پونجی کے سلسلے میں برطانیہ اور مصر کے درمیان پھر بات چیت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ برطانیہ کے وزیر خزانہ اس سلسلے میں نمایاں حصہ لیں گے۔

کلکتہ ۷ رمئی۔ کل بنگال اسمبلی میں حزب مخالف کی طرف سے یہ تجویز پیش کی گئی۔ کہ سلے آباد زمینوں کے سلسلے میں جو بل پیش کیا گیا ہے۔ اس پر عملدرآمد جون ۱۹۴۹ء تک ملتوی رکھا جائے۔ لیکن یہ تجویز کثرت رائے کی وجہ سے گر گئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah